آہ! حضرت مولانا محمد نافع صاحبؒ

مفتی محمد شکیل

حضرت مولانا نافع صاحب کی کتابیں نافع ہیں۔ یہ فقرہ شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحبؒ (فیصل آباد) کی زبان مبارک ہم نے سنا، اسی فقرہ سے ہمارے کان پہلی بار مولانا محمد نافع کی شخصیت سے آشنا ہوئے، مرورِ وقت کے ساتھ ساتھ آپ کی عظمت ومحبت میں مزید اضافہ ہوا۔ آپ کی یہی عظمت دوبار آپ کی زیارت وملاقات کے لئے کھینچ کر محمدی شریف (چنیوٹ) لے گئی۔ مئی 2007 میں غازی عبدالرشید مرحوم کے جنازہ سے واپسی پر آپ کی خدمت میں دوسری بار حاضری ہوئی، اور غازی مرحوم کے خوشبودار خون سے مس کردہ رومال بھی آپ کو سونگھایا۔

آپ کے والد صاحب مولانا عبدالغفور اور دادا مولانا عبدالرحمن دونوں عالم تھے، آپ کے بڑے بھائی مولانا ذاکرؒ حضرت علامہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے، انہوں نے ہی آپ کو دیوبند بھیجا اور مولانا ذاکر صاحب نے ہی محمدی شریف میں دارالعلوم جامعہ محمدی اور جامع مسجد کی بنیاد رکھی، آپ نے ابتدائی تعلیم والد صاحب اور مولانا ذاکر صاحب سے حاصل کی، مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد کچہری بازار فیصل آباد میں درجہ عامہ تک کی کتب پڑھیں، جامعہ محمدی میں مولانا سید احمد شاہ بخاری فاضل دیوبند ودیگر اساتذہ سے خاصہ اور عالیہ تک کی کتب پڑھیں، سات ماہ میں مولانا غلام یاسین صاحب واں بچھراں (میانوالی) سے مشکوٰۃ شریف، حمد اللہ، عبدالغفور وغیرہ کتب کی تعلیم حاصل کی، موضع انی شریف ضلع گجرات میں مولانا ولی اللہ صاحب گجراتی سے مختلف کتب فنون پڑھیں۔ دورہ حدیث دارالعلوم دیوبند سے کیا، مولانا اعزاز علی، مولانا ابراہیم بلیاوی، مفتی ریاض الدین اور مفتی محمد شفیع صاحب سے دورہ حدیث شریف کی کتب پڑھیں۔ حضرت مدنی آپ کے دورہ حدیث کے سال اسیر فرنگ تھے، آپ کے صاحبزادہ جناب ابوبکر (ایم اے اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد) کے بقول آپ نے بخاری شریف مولانا اعزاز علی صاحب سے پڑھی اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ آپ کے دورہ حدیث کے ساتھی تھے، آپ کو دارالعلوم دیوبند کی طرف سے سند فراغ سے نوازا گیا جو سند آپ کو 1943 میں حاصل ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے علامہ عبدالستار تونسویؒ کی تنظیم اہل سنت سے وابستہ ہو کر ردِ رافضیت پر کام

شروع کیا اور تحقیقی و تصنیفی کام کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے استاذ مولانا احمد شاہ بخاری کے مشورہ وہدایات کے موافق کتاب رحماء بینھم کے موضوع پر تحقیقی کام کرنے کے لئے مواد فراہم کرنا شروع کر دیا۔

ردرافضیت میں آپ کی تحریر کردہ کتب سند کا درجہ رکھتی ہیں، آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس کا حق ادا کر دیا، اہل سنت والجماعت کی کتب کے حوالہ جات کے ساتھ ساتھ اہل تشیع کی کتب کے حوالہ جات بھی اپنے ذاتی مطالعہ سے پیش فرمائے ۔فرق پر لکھی جانے والی کتب میں عموما یہ بات سامنے آتی ہے کہ اپنے مسلک کی کتب اور بالخصوص دیگر فرق کی کتب کا حوالہ نقل کرنے میں تسامح بلکہ تغافل سے کام لیا جاتا ہے، نقل حوالہ میں اصل مراجع ومصادر کی طرف مراجعت کرنے کی بجائے اس موضوع پر لکھی گئی ثانوی کتب سے حوالہ نقل کر دیا جاتا ہے اور جن ثانوی مصادر سے عبارت یا اقتباس لیا جاتا ہے ان کا حوالہ دینا بھی گوارہ نہیں کیا جاتا۔ مولانا نافع صاحب کا منہج واسلوب تحقیق کے معیار پر پورا اترتا ہے۔آپ نے ایک ایک حوالہ اصل کتاب سے پوری دیانتداری سے نقل کیا ہے،آپ کے صاحبزادے جناب ابوبکر کے بقول آپ جن کتابوں کا حوالہ دیتے وہ اصل کتب یا ان کی فوٹو کاپی اپنے پاس رکھنے کا اہتمام فرماتے تا کہ بوقت ضرورت اُن کا حوالہ پیش کیا جاسکے، وہ کتب اور حوالہ جات جامعہ محمدی کی لائبریری میں اب بھی موجود ہیں، میرے اس سوال پر کہ اس چھوٹے سے قریہ میں بیٹھ کر آپ نے اتنی کتب کے حوالہ جات کیسے درج فرمائے ،فرمایا! والد صاحب نے ان کتب اور حوالہ جات کے لئے بڑے جانفشانی سے کام لیا اور طویل اسفار کئے، دوبار پیر جھنڈا لائبریری تشریف لے گئے اور کتب کی فوٹو کاپی کرا کر لائے اور کچھ کتب کی فوٹو کاپی اسلامی یونیورسٹی کی لائبریری سے میں نے کرا کر دی، اپنے اور دیگر مسلک کی کتب کے حوالہ جات میں اس قدر دیانتداری اور کدو کاوش کا نتیجہ تھا کہ آپ ہر بات بڑے وثوق، اطمینان قلبی اور ڈنکے کی چوٹ پر لکھتے ، بنات اربعہ (ص 87) پر لکھتے ہیں:

> اس قسم کے شاذ قول (کہ آنحضرت ﷺ کی حقیقی صاحبزادی صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں) کے جواب کے لئے ہم نے ماقبل میں شیعہ کی معتبر تصانیف سے بقدر ضرورت مواد نقل کر دیا ہے اور تواتر طبقاتی پیش کر دیا ہے جو اس کا تحقیقی جواب ہے مراجعت فرما کر تسلی کر لیں ،نقل حوالہ میں صحت ہے۔

اسی کتاب میں (ص 337) پر رقم طراز ہیں:

> مسئلہ ہذا میں صدیق اکبر کے موقف کے صحیح ہونے اور اس پر عمل درآمد کے درست ہونے پر شواہد ذیل میں موجود ہیں، اطمینان کے ساتھ ان پر غور فرمائیں۔

ایک کتاب لکھنے کے لئے آپ اپنے اور دیگر مسلک کی سینکڑوں کتب کے ہزاروں صفحات کھنگالتے اور آپ کی ایک متوسط کتاب اپنے موضوع سے متعلق ٹھوس مواد پر مشتمل ہے۔ مولانا سید متین شاہ ہاشمیؒ جو بذات خود ایک محقق قلم کار، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور کے ڈائریکٹر ریسرچ سیل اور اسی لائبریری کے فقہی علمی اور تحقیقی مجلہ منہاج کے بانی تھے،آپ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا! حضرت! آپ ایک کتاب کے لئے اتنے حوالہ جات پیش کرتے

ہیں کہ اگر اتنے حوالہ جات ہمارے پاس ہوں تو ہم اس مضمون کو پھیلا کر کئی جلدیں بنادیں اور رحماء بینھم کے لئے آپ نے جتنے حوالہ جات پیش کئے ہیں اگر یہ حوالہ جات میرے پاس ہوتے تو میں اس کی چالیس جلدیں بنا دیتا۔

آپ کی تحقیق کو وقت کے عظیم محققین نے بھی بلند الفاظ میں خراج تحسین پیش فرمایا ہے۔ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب حفظہ اللہ بنات اربعہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

مولانا کا انداز بیان محض تبلیغی نہیں تحقیقی بھی ہوتا ہے، ایک مؤرخ کی حیثیت میں آپ بات کی آخری تہہ تک اترتے ہیں۔رحماء بینھم کے بعد آپ کی یہ تحقیقی پیش کش بے شک دنیائے علم پر احسان عظیم ہے۔

آپ کی کتاب فوائد نافع جلد ثانی (بابت حسنین شریفین رضی اللہ عنہما) کے مقدمہ میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

مصنف نے ان بیانات میں بڑی بڑی کٹھن گھاٹیاں عبور کی ہیں اور پتہ چلنے نہیں دیا کہ آپ نے ان میں کس طرح شکوک وشبہات کے بڑے کانٹے اکھاڑ دیئے ہیں۔

ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند

مولانا نے اس میں موتی پروئے ہیں۔یہ تحقیق انیق اس فاضلانہ قلم اور ناقدانہ علم کے ساتھ ہمیں صدیوں پیچھے کہیں نہ ملے گی۔

اور سیرت ابوسفیان کے پیش لفظ میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

موضوع بہت اہم تھا ایسے موضوع پر قلم اٹھانا اور تحقیق کی راہ سے افراط وتفریط سے بچتے ہوئے کنارے پر نکل آنا کوئی آسان کام نہ تھا، لیکن یہ اللہ رب العزت کی عطا ہے جسے چاہے اس کی توفیق عطا فرمائے، ولقد جاء فی المثل السائر، کم ترک الاول للاخر یہ سعادت اللہ رب العزت مولانا نافع صاحب دامت برکاتہم کے نامہ میں لکھی تھی جو اس ورطہ مباحث میں دور تک چلے گئے اور الحمد للہ کامیاب ہو کر ساحل مراد پر اترے۔

حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ آپ کی کتاب حدیث ثقلین پر اپنی رائے گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

بلا مبالغہ عرض ہے کہ عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے میں خود ایسی کتاب نہ لکھ سکا، مولانا موصوف کی مذکورہ کتب میں درج شدہ دلائل ٹھوس، حوالے صحیح اور مطابقی ہیں، ان کی تحقیق سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ریت کے ذرات سے سونا الگ کرنا جانتے ہیں، ردمطاعن میں ان کا انداز تحریر عالمانہ، محققانہ مگر مصلحانہ ہے۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ آپ کی کتاب سیرت حضرت امیر معاویہ کی تقریظ میں لکھتے ہیں:

مولانا محمد نافع صاحب کی کتاب رحماء بینھم جو تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے اپنے موضوع پر ایک ایسی نادر کتاب ہے کہ اس کی نظیر عربی زبان میں موجود نہیں۔۔۔مولانا نے اپنی متعدد تالیفات کے ذریعہ سے حضرات صحابہ کرامؓ کے حقیقی سیرت وکردار کو مستحکم علمی اور تاریخی دلائل کے ساتھ واضح فرمایا۔سیرت حضرت امیر معاویہ میں مولانا نافع صاحب نے ان کی سیرت کے حقیقی روشن پہلوؤں کو مضبوط دلائل کے ساتھ اجاگر فرمایا۔۔۔فاضل مؤلف نے

ان مطاعن میں سے ایک ایک کو موضوع بحث بنا کر بڑی جانفشانی کے ساتھ حقائق کی تحقیق کی اور مستحکم دلائل سے اپنے موقف کو ثابت کیا۔ حضرت مدظلہ آخر میں لکھتے ہیں ، پھر قابل تعریف بات یہ ہے کہ فاضل مؤلف کا انداز بیان مناظرانہ اور جارحانہ نہیں بلکہ باوقار اور متین ہے اور سنجیدہ علمی معیار پر پورا اترتا ہے۔ حضرت معاویہ کی سیرت پر جو کتابیں اب تک میری نظر سے گزری ہیں یہ کتاب ان میں سب میں بہتر ہے۔

رحماء بینھم کی تعریب حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ کے شاگرد مولانا لقمان حکیم نے کی اور بیروت سے خوبصورت ٹائٹل وطباعت کے ساتھ اس کی اشاعت ہوئی۔ مذکورہ کتب کے علاوہ آپ کی دیگر کتب مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین، مسئلہ اقرباء پروری، سیرت سیدنا علی المرتضیٰؓ ہیں۔ مقام صحابہؓ کتاب کے بارہ میں آپ نے ترتیب شدہ مواد حافظ سعد اللہ (سابق مدیر مسوؤل دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری) کے حوالے کر دیا تھا اور حافظ صاحب کے ترتیب شدہ مواد کو حضرت نے ملاحظہ بھی فرمالیا اور امید ہے کہ یہ کتاب جلد منظر عام پر آجائے گی، اس کے علاوہ دیگر فقہی تحقیقی رسائل طلاق ثلاثہ اور دعا بعد الفرائض وغیرہ کے حوالہ جات بھی اکٹھے فرمادیئے تھے، جن کو ترتیب دیا جا رہا ہے۔

اس جدید اور ترقی یافتہ دور میں بھی آپ بلا مبالغہ فقرِ ابوذر اور دور اول کے علمائے زاہدین کا نمونہ تھے، آپ کا انتہائی سادہ کمرہ دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ ہم صدیوں پہلے کے کسی بزرگ کی رہائش یا خانقاہ میں آگئے ہیں، آپ کے کمرہ کی چھت سرکنڈوں کی تھی، چھت کے نیچے کھجور کی شاخیں لٹکادیں اور فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کے حجرہ مبارک کی چھت بھی کھجور کی شاخوں کی تھی، آپ کے ایک محبت کرنے والے حافظ فاروق صاحب نے جن کی الیکٹرانکس کی دکان تھی چند سال پہلے آپ کے کمرہ میں ٹھنڈے پانی کے لئے ڈسپنسر لگادیا، اس وقت ان کی محبت اور مروت کی وجہ سے خاموش رہے، دو دن بعد بیٹے سے فرمایا کہ اس کو اتار کر حافظ صاحب کو واپس کر دیں، حافظ صاحب اور دیگر رشتہ داروں کے شدید اصرار پر رکھ لیا کہ مہمان اور گھر والے اس کا ٹھنڈا پانی استعمال کرلیں گے، حافظ صاحب نے ہی جدید طرز کا سردیوں کے لئے ہیٹر لگادیا جس سے خشکی بھی نہیں ہوتی اور مناسب حرارت کے بعد خود بند ہو جاتا ہے، آپ نے اس کو واپس فرمادیا، سردیوں میں آپ اپنا پرانا کمبل استعمال فرماتے یا دو چادریں اکٹھی اوڑھ لیتے، حالانکہ آپ کے کمرہ میں آپ کے بیٹے نے خوبصورت رضائی رکھوادی تھی۔

آپ کا سن پیدائش تقریباً 1915 ہے، شمسی حساب سے آپ کی عمر تقریباً سو سال اور قمری حساب سے 103 سال بنتی ہے۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کندیاں شریف نے پڑھائی، آپ اپنے بیٹے ابوبکر سے فرماتے کہ میری نماز جنازہ آپ پڑھادینا یا میرے چھوٹے بھائی حافظ صالح محمد کے بیٹے پڑھادیں، لوگ وصیت کرتے ہیں کہ میری نماز جنازہ فلاں عالم یا بزرگ پڑھائیں، اس میں بھی شہرت ہوتی ہے اور یہ مناسب نہیں۔ کم وبیش ایک لاکھ افراد نے جنازہ میں شرکت کی قبیل المغرب آپ کی تدفین عمل میں آئی، 31 دسمبر 2014 کا سورج غروب ہوا اور اس کے ساتھ ایک عاشق رسول نمونہ فقر ابوذر رضی اللہ عنہ اور علم وتحقیق کا یہ سورج بھی ایک صدی ضیاء پاشیاں کرنے کے بعد لحد میں جا اترا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را